بے مثال بشر

تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم



حضرت علامہ مفتی غلام دستگیر قادری حفظہ اللہ

www.gulfishanmasjid.org

تیرا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

بے مثال بشر

مؤلف
غلام دستگیر قادری صاحب

پیشکش:
گلفشاں مسجد I.T Team

www.gulfishanmasjid.net
www.gulfishanmasjid.org
www.gulfishanmasjid.com

عرضِ مؤلف

سب سے پہلے جو نبی کی توہین و تنقیص کرنے والا گروہ پیدا ہوا وہ شیطانی گروہ تھا اسی نے اللہ کے نبی علیہ السلام کو اپنے سے کم تر سمجھا اور ربِ کائنات کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے اللہ کے نبی کی توہین کی، اور مزید گمراہی کہ! آگے سے دلائل دینے لگا اور کہا کہ اے اللہ! عزوجل تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے تو آگ، مٹی کے سامنے کیسے جھک سکتی ہے۔ اور اس طرح اس نے اپنی دینا وآخرت کو تباہ و برباد کر ڈالا۔

آج کل بھی بعض لوگ ایسے پیدا ہو گئے ہیں جو معاذ اللہ، اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا یا اپنے بڑے بھائی کی طرح کہتے ہوئے نظر آتے ہیں اور دلیل میں قرآنِ پاک کی آیتِ مبارکہ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ پیش کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک جسارت کرتے ہیں، سگ مدینہ نے اس کتاب میں، آسان اور عام فہم انداز میں، ان کی اس دلیل کا قرآن و حدیث کی روشنی میں شرعی و عقلی طور پر رد لکھا ہے، کہ جس سے پڑھنے والے پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا کہ واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم شرعاً اور عقلاً ہم جیسے نہیں ہیں اور قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ سے کیا مراد ہے؟

خالق کائنات عزوجل کی بارگاہ بے کس پناہ میں دعا ہے کہ اللہ رب العزت راقم کی اس ادنیٰ سعی کو قبول فرمائے اور میری اور میرے والدین کریمین کیلئے بالخصوص اور جملہ مؤمنین کے لئے بالعموم مغفرت سَیِّئَات اور بلندی ءدرجات کا سبب بنائے۔

آمین، آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مؤلف

غلام دستگیر قادری

www.gulfishanmasjid.org

۷۸۶

مـــدیـــنـــہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ

بے مثال بشر

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور مختلف اوصاف وکمالات سے مزین فرمایا اور بشریت کا لبادہ اڑا کر اس دارِ فانی میں مبعوث فرمایا چنانچہ قرآنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ

تم فرماؤ (کہ) ظاہر صورت بشری میں، تو میں تم جیسا ہوں، مجھے وحی آتی ہے تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔

اس آیۂ مبارکہ سے بعض حضرات یہ دلیل پکڑتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری طرح ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ دیکھو حضور خود فرمارہے ہیں میں تمہاری مثل ہوں تو لہٰذا حضور ہماری طرح ہیں اِنْشَآءَ اللہ عزوجل ہم اس کے چار طریقے سے جوابات دیں گے۔

(1) پہلی تو یہ کہ اس آیتِ مبارکہ سے کیا مراد ہے؟

(2) دوسرا یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشر وغیرہ کے عام خطابات سے پکارنا شرعاً جائز ہے یا حرام؟

﴿3﴾ تیسرا یہ کہ آیا شرعاً اور عقلاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام واقعی ہم جیسے بشر ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو پھر آیتِ مبارکہ میں مِثْلُکُمْ سے کیا مراد ہے؟

﴿4﴾ چوتھے یہ کہ یُوحیٰ اِلَیَّ نے کیا فائدہ دیا؟

جواب نمبر 1:

تمام مومن وکافر جانتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گروہِ انسانی میں جلوہ گر ہوئے۔

کافر کا عقیدہ:

کفار تو کہا کرتے تھے کہ ''مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا'' ترجمہ (نہیں ہو تم مگر ہم جیسے بشر) (یعنی تم ہماری طرح بشر ہو)۔

مسلمان کا عقیدہ:

اور مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی ہیں۔

نبی کی تعریف:

نبی وہ انسان ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکامِ شرعیہ کی تبلیغ فرمانے کیلئے بھیجے گئے ہوں۔

غرض یہ کہ تمام دنیا اس مسئلہ کو جانتی اور مانتی ہے پھر اس قدر کھلی ہوئی جانی ہوئی اور مانی ہوئی بات کو جو قرآنِ کریم نے اس قدر اہتمام سے بیان فرمایا ''قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ'' اس سے کیا مراد ہے؟

وجہ یہ ہے کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صرف دو معجزے دیکھے یعنی بغیر باپ

کے پیدا ہونا اور مردوں کو زندہ کرنا، بیماروں کو شفا بخشنا، ان دو معجزوں کو دیکھ کر عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اِبنُ اللّٰہِ یعنی اللہ کا بیٹا کہہ دیا۔ یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کے سو سال کے زندہ ہونے کو دیکھ کر ان کو خدا کا بیٹا کہہ دیا۔ چنانچہ ان کا واقعہ (جو کہ قرآنِ پاک میں) اس طرح ہے:

عزیر علیہ السلام سو سال بعد زندہ:

حضرت عزیر علیہ السلام ایک بستی کے پاس سے گزرے (بستی سے مراد بیت المقدس ہے جس میں بادشاہ بخت نصر نے بنی اسرائیل کو تباہ و برباد کر ڈالا تھا) آپ کے پاس ایک برتن میں کھجور اور ایک پیالہ انگور کا رس تھا، اور آپ ایک دراز گوش (یعنی گدھے) پر سوار تھے پھر آپ تمام بستی میں گھومے پھرے لیکن کسی شخص کو نہ پایا، بستی کی عمارتیں منہدم (یعنی گری ہوئی) تھیں، تو آپ علیہ السلام نے براہِ تعجب فرمایا ''اَنّٰی یُحۡیِیۡ ہٰذِہِ اللّٰہُ بَعۡدَ مَوۡتِہَا'' (ترجمہ) کہ اللہ تعالیٰ کیونکر جلائے گا (یعنی زندہ کرے گا) اس کی موت کے بعد۔

پھر آپ نے اپنی سواری کو باندھا اور آرام فرمانے لیٹ گئے، اسی حالت میں آپ علیہ السلام کی روح قبض کر لی گئی اور گدھا بھی مر گیا۔ یہ واقعہ صبح کے وقت ہوا۔ اس کے 70 سال بعد اللہ تعالیٰ نے شاہانِ فارس میں ایک بادشاہ کو مسلط کیا اور وہی اپنی فوجیں لیکر بیت المقدس پہنچا اور اس کو پہلے سے بھی بہتر طریقے پر آباد کیا اور بنی اسرائیل میں سے جو لوگ باقی رہ گئے تھے، اللہ تعالیٰ انہیں پھر لایا اور وہ لوگ بیت المقدس اور اس کے گرد و نواح میں آباد ہو گئے اور ان کی تعداد بڑھتی رہی۔ اس تمام عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو ان کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھا اور کوئی بھی آپ کو نہ دیکھ سکا، جب آپ کی وفات شریف کو سو سال گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ فرمایا'' یہ واقعہ شام کے وقت غروبِ آفتاب کے قریب ہوا، چنانچہ قرآنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ سے پوچھا:

قَالَ كَمْ لَبِثْتَ   ترجمہ: تو یہاں کتنا ٹھہرا (آپ نے عرض کی)

قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ

ترجمہ: عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم

آپ کا خیال یہ ہوا کہ یہ اسی دن کی شام ہے کہ جس کی صبح میں سویا تھا۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ   ترجمہ: فرمایا نہیں، تجھے سو برس گزر گئے۔

بلکہ آپ سو سال ٹھہرے ہوا پنے کھانے اور رس کی طرف نظر کیجئے کہ ویسا ہی ہے کہ اس میں بو تک نہیں آتی ہے، گدھے کی طرف دیکھئے جب آپ نے گدھے کی طرف دیکھا تو وہ مر چکا تھا اور گل کر اس کے اعضاء بکھر گئے تھے، ہڈیاں سفید چمک رہی تھیں، پھر آپ کی نگاہ کے سامنے اعضاء جمع ہوئے اور اپنے مقام پر آئے، ہڈیوں میں گوشت چڑھا گوشت پر کھال آئی، بال نکلے پھر اس میں روح پھونکی اٹھ کھڑا ہوا اور آواز کرنے لگا، آپ نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کیا اور فرمایا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، پھر آپ اپنی سواری پر سوار ہو کر اپنے محلّہ میں تشریف لائے، سر اقدس اور ریش مبارک کے بال سفید تھے، عمر وہی چالیس سال کی تھی کوئی آپ کو نہ پہچانتا تھا، اندازے سے اپنے مکان پر پہنچے ایک ضعیف بڑھیا ملی کہ جو پاؤں سے معذور ہوگئی تھی اور نابینا بھی ہو چکی تھی وہ آپ کے گھر کی لونڈی تھی اور اس کے آپ کو دیکھ رکھا تھا، آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ یہ عزیر کا مکان ہے، اس نے کہا ہاں عزیر کو گم ہوئے سو سال بیت چکے ہیں یہ کہہ کر خوب روئی، آپ نے فرمایا میں عزیر ہوں، اس نے کہا سبحان اللہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے سو برس مردہ رکھا پھر زندہ کیا! وہ کہنے لگی کہ عزیر تو مستجاب الدعوات تھے جو دعا کرتے قبول ہوتی، آپ دعا کریں اللہ مجھے

بینائی عطا فرمائے تاکہ میں آپ کو دیکھ سکوں، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رب کی بارگاہ میں دعا فرمائی وہ بینا ہوگئی آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ''اُٹھ خدا کے حکم سے'' یہ فرماتے ہی اس کے معذور پاؤں درست ہوگئے اس نے آپ کو دیکھ کر پہچانا اور کہا کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ عزیر ہیں۔(جمل)

یہودیوں کا عقیدہ:

جب یہودیوں نے آپ کو پہچان کر یہ معجزات سنے تو آپ کو معاذ اللہ عزوجل اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہہ دیا۔مشرکین نے فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں مان لیا کسی نے جنات اور رب العالمین میں رشتہ جوڑ دیا غرض یہ کہ ان بے وقوفوں نے معجزات یا طاقت وقوت کو دیکھ کر ان حضرات کی شان میں اِفْرَاط (یعنی زیادتیاں) کیں اور بعض احمقوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے جیسا کہہ کر ان کی شان میں تَفْرِیط (یعنی کمی) کی۔

اور دین اسلام کا منشا یہ ہے کہ مسلمان اس افراط وتفریط سے محفوظ رہیں۔ان قوتوں نے تو چند معجزات دیکھ کر انبیاء کرام علیہم السلام کو خدا کا بیٹا وغیرہ کہہ دیا،مگر تاجدار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر کئی معجزات دیکھے۔مثلاً

چاند دو ٹکڑے ہوگیا:

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل مکہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس بات کی درخواست کی کہ آپ ان کو کوئی نبوت کی نشانی دکھائیں۔چنانچہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو دومرتبہ چاند کا شق ہونا (دوٹکڑے ہونا) دکھلایا۔(بخاری ومسلم)

ڈوبا سورج پلٹ آیا:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مقام صہبا پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل ہورہی تھی اور آپ کا سر مبارک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آغوش میں تھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازِ عصر نہیں پڑھی تھی، یہاں تک کہ غروبِ آفتاب ہوگیا، جب رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائی، کہ اے اللہ علی تیری اور تیرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت میں تھے تو ان کے لئے آفتاب کو واپس فرمادے۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آفتاب غروب ہو چکا تھا، پھر طلوع ہوکر پہاڑوں اور زمین پر ٹھہر گیا، چنانچہ علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کیا اور نمازِ عصر ادا فرمائی اور پھر سورج غروب ہوگیا۔ (خصائص الکبریٰ)

حکم سے بادل برسے:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں مدینے والوں کو قحط سالی نے آلیا، اسی دوران ایک مرتبہ آپ جمعہ کے روز خطبہ فرمارہے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہوکر بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا، یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھوڑے اور بکریاں ہلاک ہونے لگی ہیں آپ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا فرمائیں کہ ہم پر آسمان سے بارش نازل فرمائے، آپ نے ہاتھوں کو بلند کردیا اور دعا کی۔ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں پورا آسمان شیشے کی طرح صاف پڑا تھا کہ اچانک ہوا چلی اور بادل رونما ہوئے پھر وہ جمع ہوگئے اور پھر

آسمان نے اپنا منہ کھول دیا اور زبردست بارش ہونے لگی، جب ہم باہر نکلے تو پانی میں چل رہے تھے حتیٰ کہ اپنے گھروں میں پہنچے۔ دوسرے جمعے تک بارش ہوتی رہی، پھر وہی شخص (یا کوئی اور شخص) کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکانات گرنے لگے ہیں آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ بارش روک دے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرا پڑے اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی اے اللہ بارش ہمارے اردگرد برسا ہم پر نہ برسا۔ حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے دیکھا کہ بادل مدینے شریف کے اردگرد پھیل گئے گویا کہ مدینہ منورہ تاج بنا ہوا تھا۔

(بخاری شریف)

فقط اشارے میں سب کی نجات ہو کے رہی
تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
کہا جو شب کو دن ہے تو دن نکل آیا
جو دن کو کہہ دیا شب ہے تو رات ہو کے رہی

کنکریوں کا کلمہ پڑھنا:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضر موت کے چند باشندے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ کے رسول ہونے کی دلیل طلب کی تو آپ نے کنکریوں کو زمین سے اٹھا کر فرمایا کہ دیکھو یہ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست مبارک میں کنکریوں نے کلمہ پڑھا، یہ سنتے ہی انہوں نے بھی کہا کہ ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ (دلائل النبوۃ)

انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے تھے اور رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے چھاگل تھی کہ جس سے آپ وضو فرما رہے تھے۔ جب آپ وضو کر چکے تو لوگ گھبرائے ہوئے آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کی ہمارے پاس پانی نہیں ہے کہ جس سے وضو کر سکیں اور نہ پینے کیلئے پانی ہے کہ جس سے پیاس بجھا سکیں صرف وہی پانی ہے جو آپ کے سامنے ہے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھاگل پر اپنا دست اقدس رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں سے پانی چشموں کے پانی کی طرح جوش مارنے لگا ہم سب نے خوب پیا اور وضو بھی کیا، راوی فرماتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا تم کتنے لوگ تھے؟ تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر ہم اس وقت ایک لاکھ بھی ہوتے تو ہمیں وہ پانی کافی ہوتا مگر ہم صرف پندرہ سو تھے۔ (بخاری ومشکوٰۃ)

جدائی میں لکڑیوں کا رونا:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تو کھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگاتے تھے جو مسجد کے ستونوں میں سے تھا پھر جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے منبر بنا دیا گیا تو آپ اس پر جلوہ گر ہوئے، تو جس تنے کے ساتھ آپ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدائی میں رو پڑا اور اتنی زور سے رویا کہ قریب تھا کہ مر جائے غمخوار آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منبر شریف سے نیچے اتر کر اسے پکڑا اور اپنے سینے سے لگا لیا تو وہ اس بچے کی طرح سسکیاں بھرنے لگا جسے چپ کرایا جائے حتیٰ کہ وہ قرار پکڑ گیا (یعنی خاموش ہو گیا) (مشکوٰۃ شریف)

www.gulfishaharia.org

دو درختوں کا آپس میں جڑنا:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پھر ہم کشادہ وادی میں پہنچے، رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کیلئے گئے، میں چمڑے کے ایک تھیلے میں پانی لیکر آپ کے پیچھے گیا، رسولِ اکرم ﷺ نے دیکھا تو آپ کو آڑ کیلئے کوئی چیز نظر نہ آئی۔ وادی کے کنارے پر دو درخت تھے نبی کریم ﷺ ان میں سے ایک کے پاس تشریف لے گئے، آپ نے اس کی چند شاخوں میں سے ایک شاخ کو پکڑا اور فرمایا کہ اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر وہ درخت اس اونٹ کی طرح آپ کا فرمانبردار ہو گیا کہ جس میں نکیل ہو اور وہ اپنے ہانکنے والے کے تابع ہو جائے، پھر آپ دوسرے درخت کی طرف تشریف لائے اور اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو پکڑ کر فرمایا کہ اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر، وہ بھی پہلے درخت کی طرح آپ کے تابع ہو گیا۔ یہاں تک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دونوں درختوں کے درمیان پہنچے تو آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ تم دونوں جڑ جاؤ وہ درخت جڑ گئے (اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام قضائے حاجت سے فارغ ہوئے) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ آپ ان درختوں سے باہر تشریف لا رہے تھے اور ان درختوں میں سے ہر ایک اپنے اپنے تنے پر کھڑا ہو رہا تھا۔ (مسلم شریف)

پہلے کی قوموں نے چند معجزات دیکھے تو انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ کا بیٹا کہہ دیا۔ مگر بانیٔ اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر کئی معجزات دیکھے (جیسا کہ آپ نے پیچھے ملاحظہ فرمایا) کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ اشارے سے ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا۔ حکم سے بادل آ کر برستے اور پھر اشارہ پا کر پھٹ گئے، آپ کے حکم سے دو درخت جو دور دور تھے آپس میں جڑ گئے۔ کنکریوں نے کلمہ پڑھا، فراقِ رسول میں ستون رویا، انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے، غرض یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

سے بے شمار معجزات کا ظہور ہوا، تو خدشہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی لوگ خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہنے لگیں اسی لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ہر ایک ادا سے بندگی کو ظاہر فرمایا اور کلمہ پڑھوایا اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اور قرآنِ پاک نے یہ اعلان فرمایا قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ.

جواب نمبر 2:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشر وغیرہ کے عام خطابات سے پکارنا شرعاً جائز ہے یا حرام۔

عقیدہ:

ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اللہ عزوجل کے بندے ہیں اور اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری بھی انسانوں میں ہوئی مگر ان کو بشر یا بھائی یا انسان کہہ کر پکارنا حرام ہے اور اگر یہ پکارنا توہین کی نیت سے ہو تو کفر ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

قرآنِ کریم فرماتا ہے:

وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

(ترجمہ) اور ان (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے حضور (یعنی بارگاہ) میں چلا کر بات نہ کہو، جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت (یعنی برباد) نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

اس آیتِ مبارکہ میں صاف بتا دیا گیا ہے کہ جن خطابات سے تم ایک دوسرے کو معمولی طریقے سے پکارتے ہو تو اس طرح میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ پکارو، ورنہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں گے اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔ اور اعمال کا برباد ہونا کفر کی وجہ سے ہوتا ہے۔

نکتہ:

اسی لئے اس آیتِ مبارکہ کو لفظ'' قُلْ '' سے شروع فرمایا گیا، قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یعنی !اے محبوب آپ عاجزی کے طور پر فرما دیجئے کہ میں تم جیسا بشر ہوں۔ نہ تو ہم آپ کو بشر سے خطاب کریں گے اور نہ کسی فرد بشر کو اجازت ہے کہ آپ کو اس خطاب سے پکارے۔ اس لئے قرآنِ پاک نے آپ کو بشر یا آدمی یا مومنوں کا بھائی کہہ کر نہ پکارا بلکہ یا ایھا النبی، یاایھا المزمل، یاایھا المدثر (یعنی اے غیب کی خبریں دینے والے، اے چادر اوڑھنے والے، اے بڑے درجے والے) وغیرہ خطابوں سے پکارا۔ لہٰذا جب ربِ کائنات عزوجل نے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشر وغیرہ کے عام خطابات سے نہ پکارا تو ہم غلاموں کو کیا حق ہے کہ ہم ان کو اس طرح پکاریں۔ مثلاً

مثال نمبر 1:

کسی دنیوی عظمت وعزت والے شخص کو عام خطاب سے پکارنے کا کیا مطلب ہے؟ اس کی عزت وعظمت کرنا مثلاً کسی بڑے آفیسر کو ملازم یوں پکارے، او بھائی، او آدمی، او انسان تو یقیناً پکارنے والا مجرم اور سزا کا مستحق ہے۔

مثال نمبر 2:

یا کوئی شخص اپنی والدہ صاحبہ کو یوں کہے''او میرے باپ کی بیوی'' (تو اگرچہ اس نے رشتہ صحیح پکارا ہے) لیکن گستاخ کہا جائے گا، یا اپنے والد صاحب کو یوں کہے، ''او مرد'' او ''او انسان'' (حالانکہ اس کے والد صاحب انسان بھی ہیں اور مرد بھی) لیکن پھر بھی اس کو گستاخ و بے ادب کہا جائے گا، تو یہ تو عام انسانوں کو پکارنے کا معاملہ ہے، تو جو شخص سارے نبیوں کے رہبر، سب رسولوں کے افسر،

محبوب رب اکبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان عام القابات سے پکارے، تو وہ کیونکر گستاخ نہ ہوگا، اور کیوں بے ادب نہ ہوگا۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا میں حضور ﷺ داخل ہیں یا نہیں؟

یَـا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (یعنی اے ایمان والو!) چند وجوہات کی بناء پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس خطاب میں شامل نہیں ہیں۔

(1) پہلی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عام خطابوں سے نہ پکارا جائے اور یہ عام خطاب ہے۔

(2) دوسری وجہ یہ ہے کہ دیگر مومنین حضور سے ایمان لینے والے ہیں اور میرے آقا ﷺ ایمان دینے والے ہیں اور یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا میں ایمان لینے والے مراد ہیں۔

(3) تیسری وجہ یہ ہے کہ! اٰمَـنُـوْا سے مراد وہ لوگ ہیں جو دنیا میں آکر مومن بنے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مومن بن کر تشریف لائے بلکہ نبی بن کر آئے۔

(4) چوتھی وجہ یہ ہے کہ دیگر مومنین پر قرآن نازل ہونے کے بعد احکام فرض ہوئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نزولِ قرآن سے پہلے ہی عابد و زاہد اور احکام پر عامل تھے، یہ آیتیں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عمل کے لئے نہیں اتریں بلکہ تبلیغ احکام کیلئے آئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات نماز پڑھائی اور ظہورِ نبوت سے پہلے غارِ حرا میں نمازیں پڑھیں، حالانکہ اس وقت احکام نہ آئے تھے۔

(5) پانچویں وجہ یہ ہے کہ ''یَـا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا'' کے بعد ایسے احکام بھی آئے ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جاری نہیں ہو سکتے۔ جیسے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ

صَوْتِ النَّبِیِّ ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے۔

یا جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عظمت نشان ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ.

ترجمہ: اے اہمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔

ہاں جو اعمال حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کئے وہ ہماری تعلیم کیلئے کئے ہیں جیسے مسافر جہاز میں پار لگنے کیلئے سوار ہوتا ہے مگر کپتان پار لگانے کیلئے، مسافر کرایہ دیکر بیٹھتا ہے مگر کپتان تنخواہ لیکر۔

جواب نمبر 3:

(رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واقعی شرعاً یا عقلاً ہم جیسے بشر ہیں یا نہیں؟)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ تو شرعاً ہماری مثل ہیں اور نہ عقلاً۔

شرعاً:

شرعاً تو اس لئے نہیں ہیں کہ! ہمارے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان شرعی طور پر کئی چیزوں کا فرق ہے۔

فرق نمبر 1:

محبوب خدا کا کلمہ شریف ہے "اَشْھَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ" (ترجمہ) یعنی میں اللہ کا رسول ہوں، اگر ہم اس طرح کہیں گے تو کافر ہو جائیں گے، تو یہ تو ہوا کلمہ کا فرق۔

فرق نمبر 2:

ہم پر پانچ نمازیں فرض ہیں اور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر چھ فرض ہیں ''تہجد بھی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر فرض''۔

فرق نمبر 3:

ہمارے لئے پانچ ارکانِ اسلام ہیں، لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے صرف چار (زکوٰۃ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر فرض نہ تھی) (شامی کتاب الزکوٰۃ)

فرق نمبر 4:

ہم کو بیک وقت صرف چار نکاح حلال، لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس قدر چاہیں نکاح فرمائیں آپ کو حلال۔ ہماری بیوی موت کے بعد جس سے چاہے نکاح کر لے مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج کسی سے نکاح نہ کرسکیں (کیونکہ حضور کی ازواج تمام مومنین کی مائیں ہیں)

(قرآنِ کریم)

فرق نمبر 5:

ہماری میراث تقسیم ہوتی ہے، لیکن سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی میراث نہیں ہوتی۔ (حدیث)

فرق نمبر 6:

ہم تو قانون کے پابند ہیں مگر قانونِ الٰہی جنبش لبِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منتظر، میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس چیز کو چاہیں حلال فرمادیں اور جس کو چاہیں حرام فرمادیں ہمارے دعویٰ پر بے شمار دلائل ہیں کہ جن میں سے چند یہ ہیں۔

دلیل نمبر 1:

رسولِ اکرم شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا اور اس سے فرمایا میرے پیچھے پیچھے آؤ، میں ابھی گھوڑے کی قیمت ادا کروں گا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تیز چلنے کی وجہ سے وہ اعرابی پیچھے رہ گیا، اس کو کچھ ملے اور اس سے اسی گھوڑے کا سودا طے کرنے لگے (ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ انہوں نے سابقہ داموں سے بڑھ کر دام لگائے) انہیں یہ معلوم نہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے سودا طے کر چکے ہیں، تو اعرابی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ندا دی، کہ اگر آپ کو گھوڑا خریدنا ہے تو خرید لیں ورنہ میں اس کو بیچنے لگا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آواز سن کر رک گئے اور فرمایا کہ کیا تو مجھے یہ بیچ نہیں چکا؟ اس نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے آپ کو نہیں بیچا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں! بلکہ مجھے تو یہ بیچ چکا ہے، اس اعرابی نے کہا، کہ! اچھا اگر ایسا معاملہ ہے تو آپ گواہ لے آئیں، تو حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اعرابی سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سودا کیا ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی گواہی سنی تو آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے خزیمہ تو کیسے گواہی دے سکتا ہے (یعنی جس وقت سودا ہوا تو تو وہاں موجود ہی نہ تھا) روایت میں آتا ہے کہ! حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم نے جو آسمانی خبریں آپ سے سنی ہیں، اس کی بھی تو بغیر دیکھے تصدیق کی ہے گویا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم نے جنت کو نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا جنت ہے ہم نے تصدیق کی۔ ہم نے دوزخ کو نہیں دیکھا آپ نے فرمایا دوزخ ہے ہم نے تصدیق کی۔

یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ فرمارہے ہیں کہ سودا ہوا ہے "میں کیوں تصدیق نہ کروں"

محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ جواب سن کر بہت خوش ہوئے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خزیمہ انصاری کو خوشخبری دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تیری ایک کی گواہی دو (مردوں) کے برابر ہے۔

(ابوداؤد شریف)

دلیل نمبر 2:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں دوسری عورت سے نکاح کرنے سے روک دیا۔ (بخاری شریف)

دلیل نمبر 3:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں ہلاک ہوگیا۔ آپ نے فرمایا تجھے کیا ہوا؟ اس نے عرض کی میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کرلی ہے۔ رسولِ مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تیرے پاس غلام ہے، کہ جسے تو آزاد کرسکے؟ اس نے عرض کی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یا تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھ سکتا ہے؟ اس نے عرض کی نہیں، آپ نے فرمایا کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے عرض کی نہیں راوی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک کھجوروں کا ٹوکرا پیش کیا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سائل (یعنی سوال کرنے والا) کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں حاضر ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسے پکڑو اور صدقہ کرو، اس شخص نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم کیا جو مجھ سے زیادہ محتاج ہے (اس پر صدقہ کروں) اللہ کی قسم! مدینے

شریف میں کوئی شخص ایسا نہیں جو میرے گھر والوں سے زیادہ محتاج ہو، (اس کی یہ گفتگو سن کر) رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دندانِ مبارک ظاہر ہو گئے تو پھر آپ ﷺ نے نے ارشاد فرمایا ''جا! یہ کھجوریں اپنے اہل و عیال کو کھلا (تیرا کفارہ ادا ہو جائے گا) (ابوداؤد شریف)

فائدہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے اختیارات کو قرآنِ پاک میں بیان فرمایا ہے۔

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ

ترجمہ: اور وہ (نبی علیہ السلام) ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا۔ اس آیت مبارکہ اور ماقبل احادیث سے صراحۃً ثابت ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حرام و حلال کا اختیار عطا فرمایا ہے یعنی جس چیز کو چاہے حلال فرما دے اور جسے چاہیں حرام کردیں۔

دلیل نمبر 4:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روزے میں وصال (یعنی پے در پے روزے رکھنے) سے منع فرمایا، تو کسی شخص نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ تو (روزے رکھنے میں) وصال فرماتے ہیں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ میں (تو) اس طرح رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ (بخاری ومسلم ومشکوٰۃ)

غرض یہ کہ ان تمام امور سے معلوم ہوا کہ تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شرعاً ہم جیسے نہیں۔

عقلاً:

عقلاً بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم جیسے نہیں، کیونکہ!

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایمان دیکھا ہوا۔ خدا کو دیکھا جنت ودوزخ کو دیکھا وغیرہ وغیرہ آپ کو معراج ہوئی، ہمیں معراج نہیں۔

مولانا روم علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم جو کھاتے ہیں اس سے پیشاب پاخانہ وغیرہ نجس چیزیں بنتی ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کھاتے ہیں اس سے نورِ الٰہی بنتا ہے۔

میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بول وبراز شریف پاک، مگر ہمارا ناپاک، میرے آقا ﷺ کا درخت کو حکم پہنچے تو درود وسلام عرض کرتا ہوا بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو جائے۔ ہم ساری زندگی بھی ایک تنکے کو حکم دیتے رہیں تو وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ سیدی اعلیٰ حضرت (رضی اللہ عنہ وارضاہ) ارشاد فرماتے ہیں۔

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو ہو جائے ابھی کوہ محن پھول

میرے حضور کا پسینہ خوشبو دار اور ایسا خوشبو دار کہ جس کپڑے کو لگ جائے وہ کپڑا پھٹ جائے مگر پسینہء مبارک کی خوشبو ختم نہ ہو، میرے نبی کے دندانِ مبارک ظاہر ہو جائیں تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ مبارک روشن ہو جائے اور گمشدہ سوئی مل جائے۔

سوزنِ گمشدہ ملتی ہیں تبسم سے تیرے
شام کو صبح بناتا ہے اُجالا تیرا

محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا لعابِ دہن کھانے میں ڈال دیں تو اس میں برکت پیدا ہو جائے اور ایسی برکت کہ چند سو کا کھانا ہزاروں صحابہ تناول فرمالیں۔

ساقیء کوثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی انگلیوں کو پیالہ میں رکھ دیں تو انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو جائیں اور ہزار ہا صحابہ اپنی پیاسیں بجھالیں۔

میرے آقا حالت نماز میں اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھائیں تو اللہ تعالیٰ قرآنِ نازل فرمائے اور مرضیء مصطفیٰ سے قبلہ تبدیل ہو جائے۔

میرے آقا دھوپ میں تشریف لے جائیں تو بادل آکر سایہ کردے۔

یہ تمام چیزیں تو ہمیں حاصل نہیں پھر مماثلت ومشابہت کیسی، کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اربابِ نظر کو کوئی ایسا نہ ملے گا
بندہ تو مل ہی جائے گا پر آقا نہ ملے گا
تاریخ اگر ڈھونڈے گی ثانیء محمد ﷺ
ثانی تو بڑی چیز ہے سایہ نہ ملے گا

مولانا عبدالحئی صاحب اپنے فتاویٰ عبدالحئی میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ! جب ہم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر میں تھے، تب حکم الٰہی کے چلنے کی آواز سنا کرتے تھے۔ (فتاویٰ عبدالحئی)

بتایئے کون ایسا ہوسکتا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عارف باللہ پیدا ہوئے، لیکن ہم پیدا ہو

کرعلم سیکھ کر بھی اس درجہ پر نہیں پہنچتے۔تو لہٰذا ثابت ہو گیا کہ نہ ہم عقلاً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جیسے ہیں اور نہ شرعاً۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ! جب یہ ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ عقلاً ہماری مثل ہیں اور نہ شرعاً تو پھر آیتِ مبارکہ (قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ) میں مِثْلُکُمْ سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس آیتِ مبارکہ میں مِثْلُکُمْ سے مراد یہ ہے کہ! اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ فرمادیجئے کہ! ظاہری بشریت میں صرف ظاہری طور پر ہم اور تم ایک جیسے معلوم ہوتے ہیں ورنہ اس میں بھی بڑا فرق ہے۔اسی طرح بعض انسانی وظاہری حالات میں ہم تم جیسے بشر ہیں۔مثلاً ظاہری طور پر کھانا پینا اور ظاہری طور پر امراض کا آنا ورنہ حقیقتاً ان حالات میں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حال شریف ہم سے بالکل علیحدہ ہے۔اب مِثْلُکُمْ سے مراد یہ ہے کہ جس طرح تم خالص اللہ کے بندے ہو، نہ تم اللہ ہو، نہ الوہیت کی صفات سے موصوف، اسی طرح ہم بھی محض اللہ کے بندے ہیں، الوہیت ہم میں نہیں، نہ ہم اللہ ہیں اور نہ ہی اللہ کے بیٹے بلکہ اللہ کے بندے اور بندوں کے آقا ہیں سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان (علیہ الرحمۃ الرضوان) کیا خوب فرماتے ہیں۔

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغِ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے
تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے
لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

جواب نمبر 4:

یُوْحٰی اِلَیَّ نے کیا فائدہ دیا؟

یُوْحٰی اِلَیَّ (یعنی وحی کی جاتی ہے میری طرف) اس شبہ کو دور کر دیا گیا جو مِثْلُکُمْ سے پیدا ہوتا تھا۔

شبہ:

شاید ہی کوئی یہ کہہ دیتا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر وصف میں ہم جیسے ہیں

تو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ! نہیں، ہم تو صاحب وحی ہیں ہماری جانب وحی آتی ہے اور تم ہمارے امتی ہو تو امتی وحی والا کیسے ہوتا ہے؟

تفسیر روح البیان میں کٓھٰیٰعٓصٓ کی تفسیر کے تحت لکھا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تین صورتیں ہیں۔

(1) بشری (2) حقی (3) ملکی

(1) بشری: ایک بشری ہے کہ جس کا ذکر اس آیت پاک قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ میں آیا ہے۔

(2) حَقّی: دوسری حقی کہ جس کے متعلق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے کہ جس نے مجھ کو دیکھا اس نے حق کو دیکھا۔

(3) مَلَکِی: تیسری ملکی کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ بعض اوقات ہم کو رب تعالیٰ سے وہ قرب ہوتا ہے کہ اس کی جگہ نہ کسی مقرب فرشتہ کی گنجائش ہوتی ہے اور نہ کسی مرسل نبی کی۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوۃ باب سوم میں فرماتے ہیں کہ اس قسم کی آیات جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برابری ومساوات معلوم ہوتی ہے وہ آیاتِ متشابہات کی مثل ہیں (آیاتِ متشابہات وہ آیات ہیں جن کی مراد اللہ عزوجل یا اس کے محبوب ﷺ کو معلوم ہوتی ہے) جیسا کہ ربِ کائنات نے اپنے نور کی مثال چراغ سے دی چنانچہ قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ

ترجمہ: اللہ نور ہے آسمان وزمین کا، اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔

اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ کا نور چراغ کے نور کی طرح ہے، اسی طرح کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم جیسے بشر ہیں۔

مخالفین کے سردار مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کہتے ہیں۔

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کچھ بھی کسی نے تجھے بجز ستار (ﷺ)

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں اور نور کو محض دیکھنے کی انسان میں طاقت نہیں، جیسے سورج کو آنکھ نہیں دیکھ سکتی مگر جب آفتاب پر ہلکا سا بادل آجائے تو تب اس بادل کے حجاب سے لوگ تھوڑا سا سورج کو دیکھ لیتے ہیں، اسی طرح نور کو دکھانے کیلئے بشری حجاب ولباس پہنایا گیا۔ پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے ہیں، ویسا کسی نے نہیں دیکھا سوائے اللہ تبارک وتعالیٰ کے۔ مثال کے طور پر۔

مثال:

طوطے کو انسانی بولی سکھانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے سامنے قد آدم شیشہ رکھ کر آئینہ کے پیچھے سے خود بولتے ہیں، طوطا اس آواز کو اپنے ہم جنس کی آواز سمجھ کر خود بھی بولنے لگتا ہے، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی آئینہ پروردگار ہیں اگر یہ آئینہ درمیان میں نہ ہوتا تو بندے اپنے رب سے فیض نہ لے سکتے۔ اس مبارک آئینہ کے دو رخ ہیں۔ ایک بندوں کی طرف، دوسرا خالق عزوجل کی طرف۔ جو رخ بندوں کی طرف ہے اس کی آواز یہ ہے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہ اے لوگوں مجھ سے نہ بدکو کہ تمہارا ہم جنس ہوں۔

اور دوسرا رخ جو خالق کائنات کی طرف ہے اس کی آواز یہ ہے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (ترجمہ) اور وہ (نبی علیہ السلام) کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

آپ پردے میں رہے آئینہ حسن خاص کا
بھیج کر انجانوں سے راہ داری واہ واہ

(حدائق بخشش)

آخر میں چند اعتراضات اور ان کے مدلل جوابات

اعتراض:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق فرمایا "وَاَكْرِمُوْا اَخَاكُمْ" "تم اپنے بھائی کا (ہمارا) احترام کرو، جس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے بھائی ہیں۔ مگر بڑے نہ چھوٹے۔

جواب:

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے کرم کریمانہ سے بطور عاجزی وانکساری فرمایا اخاکم سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ہم کو بھائی کہنے کی اجازت کیسے ملی؟ یعنی اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ سرکار نے فرمایا ہو تم مجھے بھائی کہا کرو۔

مثال کے طور پر کوئی بادشاہ اپنی رعایا سے کہے کہ؟؟ ''میں آپ لوگوں کا خادم ہوں''۔ تو رعایا کو حق نہیں پہنچتا کہ بادشاہ کو خادم کہہ کر پکارے، تو لہٰذا اگر سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اخاکم فرمایا ہے تو بطورِ عاجزی فرمایا ہے، اور ہم پہلے ہی ثابت کر چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو برابری کے القابات سے پکارنا حرام ہے اور اگر توہین کی نیت سے ہو تو کفر ہے۔

اعتراض:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولادِ آدم ہیں۔ ہماری طرح کھاتے، پیتے، سوتے، جاگتے اور زندگی گزارتے ہیں اتنی باتوں میں شرکت ہوتے ہوئے ان کو بشر یا اپنا بھائی کیوں نہ کہا جائے۔

جواب:

ان تمام باتوں کا جواب راقم نے پیچھے نقل کیا ہے کہ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ کفار نے کہا ہم اور پیغمبر علیہم السلام بشر ہیں، کیونکہ ہم اور وہ دونوں کھانے سونے میں ایک جیسے ہیں۔ ان اندھوں نے یہ نہ جانا کہ بہت بڑا فرق ہے، ہم کھاتے ہیں تو پاخانہ پیشاب وغیرہ نجس چیزیں بنتی ہیں لیکن نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کھاتے ہیں تو نورِ خدا ہوتا ہے جس طرح کے بھڑ اور شہد کی مکھی ایک ہی پھول سے رس چوستی ہیں مگر اس کے رس چوسنے سے زہر بنتا اور اس سے شہد بنتا ہے۔ اور یہ سوال تو ایسا ہی ہے

کہ جیسے کوئی احمق و بے وقوف کہے کہ میری کتاب اور قرآن ایک جیسے ہیں، کیونکہ یہ دونوں ایک ہی روشنائی سے ایک ہی کاغذ پر ایک ہی قلم سے لکھی گئیں۔ایک ہی قسم کے حروف تہجی سے دونوں بنیں، ایک ہی پریس میں چھپیں، ایک ہی جلد ساز نے جلد باندھی، ایک ہی الماری میں رکھی گئیں پھر ان دونوں میں فرق ہی کیا ہے، تو کوئی صاحبِ عقل اس قسم کی خرافات ولفظیات سن کر یہ نہیں کہے گا کہ واقعی اس کی کتاب قرآن کی طرح ہے۔تو جب ہماری کتاب ظاہری باتوں میں مماثلت کی وجہ سے بھی قرآن کی طرح نہیں، تو پھر ہم صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مثل کیسے ہو سکتے ہیں جیسا کہ عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لا کَالْبَشَرِ یَاقُوْتٌ حَجَرٌ لا کَالْحَجَرِ

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بشر ہیں لیکن عام بشر نہیں ہیں جس طرح کہ یاقوت ایک پتھر ہے لیکن عام پتھر نہیں۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ربنا جل جلالہ

شہر کراچی میں نورِ قرآن کی بہاریں

نصیب چمکائیے!

تھوڑے سے وقت کی قربانی دیجیے

آسان ترجمہ مدلل تفسیر

ملٹی میڈیا پروجیکٹر کا استعمال

نورِ قرآن سے منور ہو جائیے

مدرس عالم دین ممتاز حضرت علامہ مفتی محمد آصف عبداللہ قادری

ہر اتوار بعد نمازِ ظہر دوپہر 2:00 بجے تا 2:45 بجے تک بمقام جامع مسجد گلفشاں، ایف، بی ایریا، کریم آباد، کراچی۔

ہر پیر رات 9:30 بجے تا 11:00 بجے تک بمقام جامع مسجد نوری، علی آباد، بلاک 3، کریم آباد، کراچی۔

ختم قادریہ شریف

اپنی پریشانیوں اور مشکلات کے حل کیلئے ضرور تشریف لائیں

پرنور محفل ہر اتوار بعد نمازِ ظہر فوراً (ظہر 1:30 بجے ہے) بمقام جامع مسجد میمن، صدیق آباد، کریم آباد، کراچی۔

ماھانہ درسِ قرآن

ہر انگریزی مہینے کی چوتھی اتوار بعد نمازِ عشاء فوراً بمقام جامع مسجد گلفشاں، فیڈرل بی ایریا، کریم آباد، کراچی۔

(بیان: حضرت علامہ مفتی محمد آصف عبداللہ قادری صاحب)

www.gulfishanmasjid.org

دیگر کتب جو آپ ہماری سائٹ پر وزٹ کر سکتے ہیں

☆ توحید از: مفتی عبد القادر قادری رضوی

☆ بدعت کی حقیقت از: مفتی آصف عبداللہ قادری

☆ شرک کی حقیقت از: مفتی آصف عبداللہ قادری

☆ عظمت قرآن از: مفتی غلام غوث بغدادی

☆ دورِ حاضر کا مہلک مرض (شرم وحیاء کے فضائل) از: مفتی آصف عبداللہ قادری

☆ طلاق کے شرعی مسائل از: شیخ الحدیث مفتی اسماعیل ضیائی

☆ عقل کا دشمن (غصے کے نقصانات اور انکا حل) از: مفتی آصف عبداللہ قادری

www.gulfishanmasjid.org